کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں۔ نیز یہ کہ ایسے علماء بھی ہونے چاہئیں جو قرآن مجید کی حکیمانہ تفسیر غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں۔

۱۷ اپریل ۱۹۴۴ء کو مولانا سندھی نے عربی طالب علموں کے ایک اجتماع کو جو حید ہوا تھا، مخاطب کیا، اور ان سے کہا کہ ایک تو وہ سندھی زبان پڑھیں، دوسرے عربی زبان میں بہم کریں، تیسرے اُن کو چاہئے کہ وہ انگریزی پڑھیں تاکہ آج کل یورپ میں جو ہلچل ہے۔ اور وہاں برپا ہے، اُس کے حالات سے وہ براہِ راست واقف ہو سکیں۔ یقیناً ایک امام مسجد، ایک خطیب عالم اپنے اپنے دائرہ میں ایک رہنما کا درجہ رکھتا ہے، اور اپنے اس منصب کا حق وہ اسی کر سکتا ہے کہ وہ نہ صرف خود دینی اُصول سے پوری طرح واقف ہو، بلکہ وہ اُن کو لوگوں کے ذہن کر سکے۔ اس کے لئے ایک تو حالاتِ گرد و پیش سے اس کا باخبر ہونا ضروری ہے، اور دوسرے لوگوں کو آئے دن پیش آتے ہیں۔ اُن پر اُس کی گہری نظر ہو۔

بدقسمتی سے ہمارے دینی مدارس کا موجودہ نصاب طلبہ کو اس قابل بنانے سے یکسر قاصر لوگوں کی دینی رہنمائی کر سکیں۔ اور پھر جو اس نصاب کو پڑھانے والے علماء ہیں، وہ اس کی حد سے باہر نہیں نکل سکتے۔

دینی نصابِ تعلیم میں آج کی ضرورتوں کے مطابق مناسب تبدیلیاں ہوں۔ اور عربی مدارس کی موجودہ حالت کو بہتر بنایا جائے، یہ آج کی فوری ضرورت ہے، اور اسے کسی نہ کسی اوقاف ہی پورا کر سکتا ہے۔

ہمارے ہاں عام مسلمانوں کے لئے ایسا دینی لٹریچر تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، جو اُنہیں مذہبی جماعت بندیوں سے بالاتر ہو کر اسلام کے بنیادی اور حقیقی اصولوں سے واقف کرائے سامنے اسلامی تاریخ اس طرح پیش کرے کہ اس سے اُن کے اندر نئی روح پیدا ہو، اور وہ کے مسائل سے نبرد آزما ہو سکیں۔ قوم کی تاریخ میں عبرت بھی ہوتی ہے، اور وہ حیات تازہ ہمارے ہاں عام مسلمانوں کے لئے نہ دینِ اسلام کو اس طرح پیش کیا گیا ہے اور نہ اسلام کی تاریخ اور مسلمان ملکوں میں یہ کام وہاں کے اوقاف کے ادارے کر رہے ہیں۔ ہمارے محکمہ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔